محمد عبدالماجد فاروقی

ادارہ ہائے پاپائیت وخلافت کا تقابلی مطالعہ

[محمد عبدالماجد فاروقی نے جامعہ عثمانیہ (حیدر آباد - دکن) میں ایل - ایل - ایم کی سند کے لیے "ادارہ ہائے پاپائیت و خلافت کا تقابلی مطالعہ" کے زیرِ عنوان تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ جو اُن دنوں جامعہ عثمانیہ سے بطور اُستاد وابستہ تھے، محمد عبدالماجد فاروقی کے نگرانِ تحقیق تھے۔

مقالہ تین ابواب، تین ضمیموں اور کتابیات پر مشتمل ہے۔ پہلے اور دوسرے باب میں بالترتیب پاپائیت اور خلافت کے اداروں کے تعارف اور ان کے ارتقاء پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تیسرے باب میں دونوں اداروں کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ مقالہ انجمن ترقی اُردو (پاکستان) کے سہ ماہی مجلّہ "تاریخ و سیاسیات" میں شائع ہو گیا تھا، تاہم کتابی شکل میں (شاید) شائع نہ ہو سکا۔ ذیل میں اِس کا تیسرا باب پیش کیا جاتا ہے۔

مقالہ نگار نے حواشی اور کتابیات میں بالعموم کتابوں اور ان کے مصنفین کے نام درج کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ باقی معلومات اگر موجود ہوتیں، تو اہلِ تحقیق کے لیے اصل ماخذ میں حوالہ کی تلاش نسبتاً آسان تر ہو جاتی۔ ہماری خواہش تھی کہ کتابیاتی حوالے مکمل کر دیے جاتے، مگر کتابیات میں شامل انگریزی کتب میں زیادہ تر تلاش کے باوجود نہ مل سکیں، اِس لیے حواشی جِس طرح مقالہ نگار نے لکھے ہیں، من وعن اُسی طرح درج کیے جا رہے ہیں۔ مدیر]

پوپ خدا کا جانشین سمجھا جاتا ہے[1]۔ خلیفہ خدا کا نہیں، بلکہ خدا کے رسول اور پیغمبر کا جانشین تصور کیا جاتا ہے[2]، اسی لیے بظاہر یہ ناگزیر ہے کہ پوپ کے اقتدارات خلیفہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ رہے ہوں، لیکن بوجوہ ذیل حقائق وواقعات اس کے خلاف ثابت ہوئے۔

مسلمانوں میں ان کے مذہب کے لانے والے پیغمبر نے اخلاقی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک حکومت بھی قائم کی اور چلا کر بھی دکھائی جس کی وجہ سے خلفاء میں سیاسی و دنیوی اقتدار کا شروع ہی سے رہنا ناگزیر تھا۔ اس کے برخلاف دیانِ مسیحیّت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مقاصد کو اگر وہ حصول مملکت رہے بھی ہوں تو اپنی مختصر زندگی میں حاصل نہ کر سکے اور ان کے اوّلین جانشین بے کسی اور بے اثری کی حالت میں زندگی گزارتے رہے۔

مسلمانوں کے خلفاء اس امر کو بہ سرو چشم تسلیم کرتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے خدا کا یہ پیغام سنایا تھا کہ "اے مسلمانو! تمہارا دین مکمل کر دیا گیا---[۳]" اور اس پیغام کے بعد شریعت محمدی میں کسی اضافہ یا ترمیم کا سوال باقی نہیں رہتا۔ برخلاف اس کے سینٹ اگسٹس کا قول ہے کہ "بائیبل کی جتنی باتیں میری سمجھ میں آئیں، ان سے وہ باتیں زیادہ ہیں جن کو میں نہیں سمجھ سکا، اس لیے کہ انجیل میں آئے دن تبدیلیاں اور ترمیمات ہوتی رہی ہیں[۴]۔"

پیغمبر اسلام کی زندگی کے اواخر میں قریب قریب جملہ مسلمان اسی علاقے میں یک جا تھے جس کی حکومت آنحضرت ﷺ کو حاصل تھی، اور اُن کی تعداد لاکھوں تک عہدِ نبوی ہی میں پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ آپ کی وفات سے تین مہینے قبل حجتہ الوداع کے موقع پر ڈیڑھ لاکھ مسلمان مکہ میں جمع ہوئے تھے۔ اس کے برخلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے تشریف لے جاتے وقت عیسائیوں کی تعداد دو ہاتھ کی انگلیوں پر گن لی جا سکتی تھی اور پھر حواریوں نے بجائے یکجا رہ کر تبلیغ کرنے کے دنیا کے مختلف حصوں میں اپنے آپ کو پھیلا دیا۔ ان حواریوں کو جو بھی کامیابی ہوئی، اس میں کوئی مرکزیت نہ تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی جانشین نہ بنائے جانے کی وجہ سے ہر مقام کے عیسائیوں کا سردار مذہبی شروع میں الگ الگ ہی رہا اور اس کو صدیاں لگیں کہ روما کے پوپ کو قابلِ لحاظ تعداد میں عیسائیوں نے اپنا مقتدرِ اعلیٰ تسلیم کیا ہو۔ اس بارے میں ایک طرح سے باہم مماثلت کی جگہ تضاد نظر آتا ہے کہ شروع میں دنیائے اسلام میں ایک خلیفہ تھا، بعد میں اتحاد ختم ہو گیا اور عیسائیوں میں شروع میں انتشار تھا، بعد میں کچھ عرصہ یک جہتی کی طرف میلان رہا۔

اسلام میں انسانی معاملات شریعت و طریقت میں تقسیم کیے جاتے ہیں اور شریعت میں سیاست و عبادت داخل ہیں اور طریقت میں صرف روحانی سلوک شامل ہے۔ خلیفہ کو شعبۂ شریعت کی سرداری حاصل ہوتی ہے اور شعبۂ طریقت میں پیغمبر اسلام کی واحد جانشینی ضروری نہ ہونے اور ایک سے زیادہ جانشین وقت واحد میں ہو سکنے کے باعث کبھی کبھی خلیفہ اس شعبہ کا بھی "شریک سردار" رہا اور کبھی اس کا شمار اس شعبہ کے سرداروں میں بالکل نہ رہا۔ اس کے برخلاف عیسائیوں میں انسانی معاملات کی قیصری و کلیسائی میں تقسیم کی جاتی ہے۔ قیصری میں صرف سیاسی چیزیں داخل ہیں اور کلیسائی میں عباداتی اور روحانی دونوں۔ پوپ صرف کلیسا کا صدر ہوتا ہے، اسے قیصری کبھی حاصل نہیں ہوتی، اور غالباً یہ جائز بھی نہیں ہے کہ کوئی پوپ ساتھ ہی ساتھ بادشاہ بھی ہو، کیوں کہ یہودیوں کے ہاں کافی قدیم زمانے ہی میں قیصری اور کلیسائی کو الگ کر دیا گیا تھا جس کا ریکارڈ قرآن مجید میں بھی ہے، مثلاً "جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ برپا کر تا کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑ سکیں"۔ اس سے معلوم ہوگا کہ نبوت اور بادشاہت کے فرائض جدا سمجھ لیے گئے۔ انہیں روایات کا

تسلسل تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ قیصر کی چیزیں قیصر کو دے دو اور کلیسیا کی چیزیں کلیسا کو[5]۔" تاریخ بتاتی ہے کہ خلفاء شروع میں ہمہ گیر اقتدار رکھتے رہے، پھر رفتہ رفتہ بعض زمانوں میں اُن کی حیثیت معینہ عرصوں تک بڑی حد تک غیر سیاسی ہو گئی۔ اس کے برخلاف پوپ کے متعلق ہمارے علم میں یہ چیز آتی ہے کہ شروع میں اسے سیاسی معاملات میں کافی قوی دخل ہو گیا تھا۔

خلافت کے سلسلہ میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ وہ کبھی خالص انتخابی ادارہ رہا اور کبھی عملاً موروثی بن گیا۔ اگرچہ خالص موروثیت اسے کبھی حاصل نہ ہو سکی کہ باپ کے بعد مثلاً بیٹا محض بیٹا ہونے کی وجہ سے خلافت کے لیے جانشین بن جائے، بلکہ بیعت کا ادارہ چاہے نظریہ کی حد تک رسمی ہی کیوں نہ بن گیا ہو ہمیشہ اس کو ایک حد تک انتخابی ہی رکھنے کا باعث بنا۔ پاپائیت کی تاریخ میں کبھی کبھی باپ کے بعد بیٹے کے پوپ بننے کے باوجود ہمیں موروثیت نظر نہیں آتی، گو غالباً کوئی امر مانع نہیں ہے، لیکن انتخابات کبھی تو عمومی ہوتے رہے ہیں اور کبھی پوپ کے سیاسی محافظین کی مرضی فیصلہ کن ثابت ہوتی رہی ہے اور مختلف بادشاہ پوپوں کو اسی طرح ایک زمانے میں نامزد کرتے رہے جس طرح کوئی بادشاہ اپنے ملک کے کسی اور ماتحت عہدیدار کو مامور کرتا ہے[6]۔

خلافت مردوں کے لیے مخصوص ہے، پوپ کا عہدہ بھی کسی عورت کو نہیں دیا جا سکتا، اگرچہ مردانہ بھیس میں ہونے کی وجہ سے پوپ جون کا انتخاب سہواً ہو گیا تھا اور وضع حمل کے زمانے میں اس کا پول کھل گیا تھا[7]۔ اس سے قواعد کچھ متاثر نہیں ہوتے۔ کہتے ہیں کہ اب تک ہر نئے پوپ کے انتخاب پر اس کا جسمانی اطمینان کر لیا جاتا ہے کہ وہ واقعی مرد ہے۔

خلیفہ کو جو اختیارات حاصل ہوتے ہیں، وہ شریعت کے تابع ہوتے ہیں[8]۔ شریعت میں ترمیم و تبدیل کا اسے کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ صرف ان چیزوں میں وہ کوئی نیا حکم دے سکتا ہے جن کے متعلق خود شریعت نے یا تو صوابدید کی اجازت دے رکھی ہو یا سکوت برتا ہو۔ یہ چیز عقائد کے متعلق بھی صحیح ہے، سیاسی قوانین کے متعلق بھی اور نظم و نسق اور نفاذِ احکام کے متعلق بھی۔ اس کے برخلاف پوپ کو اپنے متعلقہ شعبہ میں ترمیم، تبدیل اور اضافہ کے کامل اختیارات ہیں۔ چنانچہ وہ عقائد کو بدلنے کا بھی کم از کم نظریہ کی حد تک مجاز ہے، گو عملاً اس کا کم ہی اثر ہو گا۔ کیوں کہ جیسا کہ پوپ سلوسٹر[9] نے کچھ آزاد خیالی دکھائی اور اسپین وغیرہ کے عربی مدارس کی تربیت کا مظاہرہ کیا تو اس پر مسلمان ہونے کا الزام لگا کر اسے قتل کر دیا گیا۔

خلیفہ کے لیے آزاد ہونا ضروری ہے۔ پوپ بھی غالباً کوئی غلام نہیں ہو سکتا تھا، مگر آزاد کردہ غلام پوپ بنے ہیں[10]، لیکن خلافت کے لیے نظریہ کی حد تک قریشی ہونے کی شرط لگائی جاتی ہے[11]، چاہے عملاً اس پر ہمیشہ عمل نہ رہا ہو۔ اس کے برخلاف پوپ نظریہ کی حد تک کسی بھی ملک یا نسل کا ہو سکتا ہے، گو

عملاً اب وہ اطالویوں کے لیے مخصوص ہوگیا ہے۔*

خلیفہ چوں کہ سیاسی حکمران بھی ہوتا ہے اس لیے اس کے لیے وہ تمام اوصاف نظریہ کی حد تک ضروری سمجھے جاتے ہیں جو حکمرانوں کے لیے ضروری ہوں ۱۲۔ باوجود تلاش کے ایسا مواد نہ مل سکا جس سے یہ کہا جاسکے کہ آیا اندھے، لُولے اور اسی طرح کے دیگر جسمانی عوارض رکھنے والے لوگ پوپ بن سکتے ہیں یا نہیں۔

تاریخِ خلافت میں ایسے مواقع آتے رہے ہیں کہ خلیفہ کے ساتھ امیر الامراء یا سلطان سیاسی فرائض کی حد تک خود مختار ہوگیا ہو۔ پاپائیت کے سلسلہ میں ایسی مماثلت اگر ایک حد تک ڈھونڈی جاسکتی ہے تو مقدّس رومی شہنشاہیت کے زمانے میں ہے، لیکن دونوں میں بڑا فرق یہ ہے کہ پوپ اور رومی شہنشاہ دونوں کا ایک طرح سے وفاق قائم ہوتا ہے۔ اور پوپ کو سیاسی اختیارات کے حاصل رہنے کا نہ پہلے دعویٰ تھا اور نہ اب دعویٰ ہوتا ہے، بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاتا ہے کہ کلیسیائی اقتدار اہم تر چیز ہے اور سیاسی اقتدار ایک فروتر اور کلیسیا کے تحت ہے۔ اس کے برخلاف سلطان اصل میں سیاسی معاملات کی حد تک خلیفہ کے نائب کی حیثیت رکھتا ہے یعنی اختیار تو اصل میں خلیفہ ہی کو حاصل سمجھا جاتا ہے اور سیاسی اقتدار پر بزور چھا جانے والے افراد کو بعد از واقعہ اختیارات عطا ہونے کی رسم خلیفہ کی طرف سے عمل میں آتی ہے اور سلطان اصل میں خلیفہ ہی کے چند اختیارات کو استعمال کرنے والا عہدہ دار سمجھا جاتا تھا۔

خلفاء کو سیاسی حیثیت حاصل ہونے کی وجہ سے سکّہ خطبہ وغیرہ میں اُن کا نام آتا ہے اور اگر قدیم زمانہ میں ڈاک کے ٹکٹ رہتے تو شاید سکّوں کی طرح اُن پر بھی خلیفہ کی خلافت کا اعتراف ہوتا۔ چونکہ پوپ کو یہ حیثیت حاصل نہیں ہے، اس لیے اس حد تک بڑا فرق دونوں میں پایا جاتا ہے۔ گو یہ صحیح ہے کہ خلفاء سے جس طرح حکمران اپنی جانشینی کی توثیق کراتے رہے ہیں، اسی طرح پوپوں کی قوت کے زمانے میں ان کی تحریروں کو بھی جانشینی کے بنانے اور بگاڑنے میں کافی دخل رہا ہے۔

پوپوں کو جاگیروں اور اوقاف کے حصول کے ذریعہ سے جو علاقے حاصل ہوئے تھے، وہاں وہ ایک طرح سے مالکانہ اختیار چلاتے رہے، لیکن اسے بادشاہت کہنا ممکن نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ متولی یا طاقتور جاگیردار سمجھا جاسکتا ہے۔ حالیہ زمانے میں پوپ کو عیسائی اور ان میں بھی زیادہ تر رومن کیتھولک علاقوں میں جو بین الممالک حیثیت حاصل ہے، مثلاً پوپ سے سفیروں کا تبادلہ ہونا اور اُن سفیروں کو خارج الارضیت کا امتیاز حاصل رہنا، پوپ کے جھنڈے کا جہازوں وغیرہ پر لہرایا جانا، پوپ کے

---

*پولینڈ کے رہنے والے پوپ جان پال دوم کے انتخاب سے یہ تسلسل ختم ہوگیا ہے، نیز ویٹی کن کے حالات پر نظر رکھنے والے مبصرین یہ قیاس آرائی کر رہے ہیں کہ پوپ جان پال دوم کا جانشین، شاید نہ صرف غیر اطالوی ہوگا بلکہ سرے سے غیر یورپی ہوگا۔ (مدیر)

مقبوضات میں مستقل ڈاک کے ٹکٹ کا ہونا اور وہاں کسی اور ملک کا اختیارِ سماعت نہ چل سکنا وغیرہ ایک حد تک پوپ کو شاہی حیثیت ضرور دلاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس بارے میں خلیفہ کی حیثیت ہمیشہ ہی بہت بالا رہی ہے۔

پوپوں کو ان کے اقتدار کے عروج کے زمانے میں یہ بات حاصل رہی ہے کہ مختلف بادشاہوں کے جھگڑوں کو حکماً اپنے سامنے ثالثی کے لیے منگوائیں، کسی کی جانشینی کو تسلیم کریں یا نہ کریں۔ رعایا کو اپنے بادشاہوں کے حلفِ اطاعت سے بری کر دیں، گناہوں سے معافی عنایت کریں، شرعی احکام سے استثناء عطا کریں، مثلاً نکاح کو منسوخ کرنا، طلاق زدہ بیوی کو ازدواج میں بحال کرنا، حلف توڑنے کی اجازت دینا، غرض بیسیوں چھوٹے بڑے مسائل جن کا اثر سیاسیات پر پڑتا ہے، ان میں حصّہ لینا اور اپنی مرضی سے چلانا۔

رومن کیتھولک کلیسیا کی تنظیم کے باعث کچھ ایسی درجہ بندی پائی جاتی ہے کہ گاؤں اور شہر اور ملک کا سلسلہ چلتے ہوئے تمام دنیا کلیسیا اور اُن کے پادری پوپ کے ماتحت بن جاتے ہیں اور اُن کے تقرّر تبدّل وغیرہ میں خاصی بڑی حد تک پوپ ہی کا اقتدار راست یا مفوض صورت میں چلتا ہے۔ خاص کر اگر حکومت کا سرکاری مذہب رومن کیتھولک ہو۔

جس طرح خلیفہ کے اقتدار کو نہ ماننے والے اسلامی فرقوں میں حریف خلیفہ یا امام یا کسی اور نام سے اعلیٰ افسر پائے جاتے ہیں، اسی طرح عیسائیوں میں بھی نہ صرف یہ کہ پوپ کے نام سے کئی مقاموں پر اعلیٰ مذہبی افسر پائے جاتے ہیں، بلکہ حامی دین اور اسقف اعظم وغیرہ کے القاب کے ساتھ بھی روما کے پوپ سے ہر طرح سے بے نیاز رہ کر انہیں کلیسیائی فرائض کو انجام دیا جاتا ہے۔

اسلام میں جو اساسی مرکزیت پائی جاتی ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں یا مسجدِ حرام اور عرفات میں حج کے لیے جمع ہوں، ایسا کوئی ادارہ عیسائیوں کے ہاں نہیں ملتا۔ اسی طرح اسلام میں وحدت انسانی اور مساوات انسانی کا جو تصوّر اخوّت ایمانی کی شکل میں پہلے ہی دن سے پایا جاتا رہا ہے، اس کی کوئی مماثل چیز عیسائیوں کے ہاں مشکل سے ملے گی، کیوں کہ --- عیسائیت کا ایک عالمگیر اور تبلیغی مذہب ہونا انجیل کی اندرونی شہادت کی بناء پر قابل تسلیم نہیں اور اگر وہ بعد میں قیاس یا عملدرآمد کی بنا پر عالمگیر مذہب بن بھی گیا تو اُس کا اثر عیسائیوں پر اتنا گہرا نہیں ہو سکا جتنا مسلمانوں میں نظر آتا ہے۔ چنانچہ مختلف فرقوں کے عیسائیوں میں جو امتیاز آپس کے برتاؤ میں پایا جاتا ہے، اُس کی طرف اشارہ بے محل نہیں۔ اسلامی نظریہ ہی نہیں، بلکہ طرزِ عمل ہمیشہ اور آج تک یہی رہا ہے کہ مسجد کے اندر کم از کم شاہ و گدا، غلام و آزاد میں کوئی فرق نہیں چنانچہ شاعر مشرق علاّمہ اقبال فرماتے ہیں۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
قبلہ رو ہو کے زمین بوس ہوئی قوم حجاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں آئے تو سبھی ایک ہوئے

اور بجز اخلاقی وجوہ سے کچھ پردے حائل کرنے کے، مرد اور عورت میں بھی کوئی امتیاز نہیں۔ ہماری مراد یہ ہے کہ عورت اور مرد کا مخلوط اور دوش بدوش نہ رہنا ان میں عدم مساوات کی بناء پر نہیں، بلکہ اخلاقی مفاسد کو روکنے کے لیے ہے۔ مسلمانوں میں اگر صرف عورتوں ہی کا مجمع ہو تو عبادت کی امامت عورت بھی کرا سکتی ہے، لیکن کوئی عورت پادری نہیں بن سکتی۔ اور پادری بنے بغیر عبادت نہیں کرائی جا سکتی۔ اگر آج کل گرجوں میں مخلوط صفیں نظر آتی ہیں تو اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ عیسائی مذہب کے لحاظ سے اجتماعی عبادت کے وقت مرد عورت یک جا رہ سکتے ہیں، بلکہ ایک برائی کو عموم البلوی کی وجہ سے گوارا کر لیا جا رہا ہے۔

پاپائیت چونکہ غیر موروثی انتخابات پر مشتمل رہی ہے، اس لیے کہ کم مدّت میں نسبتاً زیادہ تعداد اس عہدہ پر فائز نظر آئے گی۔ چنانچہ گزشتہ ۱۹۰۰ سال میں ۲۶۵ پوپ ہوئے ہیں۔ گزشتہ ساڑھے تیرہ سو سال میں صرف ایک سو خلیفہ ہوئے ہیں۔ کیونکہ ایک حد تک موروثیت کے باعث کم عمری میں بھی خلافت پر انتخاب ہوتا رہا، لیکن خالص موروثی بادشاہت کی طرح نابالغوں کا انتخاب بہرحال پاپائیت پر نہیں ہوا کہ ایک نائب یا ریجنٹ کی ضرورت پیش آئے۔

بعض اور دلچسپ تاریخی امور بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً پاپائیت کا آغاز دنیا سے انتہائی اجتناب کی تعلیم اور رہبانیت وغیرہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور اپنے عروج کے زمانے میں وہ اگر تمام دنیا کے نہیں تو کم از کم یورپ کے سب سے زیادہ مالدار اور عیش و آرام سے زندگی گزارنے والے افراد بن جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف خلافت کا آغاز حکومت سے ہوا اور اپنے انحطاط کے زمانہ میں خلفاء اپنے محافظ سلاطین کے وظیفہ خوار بن جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ چیز بھی ہمارے علم میں آتی ہے کہ پاپائیت کے آغاز پر یورپ میں تہذیب و تمدن اپنے کافی بلند مدراج پر تھا اور پاپائیت کے عروج کا زمانہ ہی یورپ میں قرون مظلمہ کہلاتا ہے اور ان قرون مظلمہ میں یورپ کا تاریک ترین مقام کوئی غیر عیسائی علاقہ نہیں، بلکہ خاص شہر روما ہوتا ہے جیسا کہ میکیب[12] نے پوری تفصیل کے ساتھ واضح کیا ہے کہ کس طرح پوپوں کا رجحان تعلیم و تہذیب و تمدن کے مٹانے کی جانب کار فرما رہا۔ اس کے برخلاف پیغمبر اسلام کو جو خود اُمّی تھے سب سے پہلے وحی یہی آتی ہے کہ "اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء و ربکم الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم[13]"۔ (اپنے اس پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اپنے اس بزرگ

پروردگار کے نام سے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی اور اس نے انسان کو وہ چیز سکھائی جو وہ نہیں جانتا تھا۔) اس حکم کی تعمیل تاریخ اسلام میں ہر زمانہ میں بڑی شد و مد سے ہوتی رہی اور اسلامی تمدّن نے انسان کو خود اس کے اپنے مصنوعات کی غلامی یعنی بت پرستی اور دیگر اوہام سے نجات دلا کر اس تصوّر تک پہنچایا کہ خدا نے ہر چیز انسان کی خدمت کے لیے پیدا کی ہے۔ اور انسان کو چاہیے کہ خدا کی ان نعمتوں سے پورا استفادہ کرے اور غور و فکر، تلاش و تجسّس، تحقیق و تدبّر کے ذریعہ سے قدرت کی قوّتوں سے وہ خدمت لے جو اُن سے ممکن ہو۔ چنانچہ علوم و فنون اور خاص کر سائنس طبیعات کے متعلق خلفاء کے دور نے انقلاب برپا کر دیا اور اسی کی بنیاد پر جدید مغرب ایجاد تو نہیں البتہ تکمیل و توسیع کر رہا ہے۔

حواشی

۱۔ Catholic Encyclopaedia

۲۔ التنبیہ والاشراف، الاحکام السلطانیہ وغیرہ

۳۔ قرآن مجید، سورہ ۵، آیت ۵

۴۔ کیتھولک بلیف مصنّفہ جوزف نارڈ برونو

۵۔ انجیل (عہد نامہ جدید)، متی باب ۱۰، آیت ۲۱

۶۔ دی ہسٹری آف دی پوپس، مصنّفہ یل رینکے (۱۹۲۴ء)

۷۔ دی ہسٹری آف دی پوپس مصنّفہ جوزف میکیب، برموقع

۸۔ الاحکام السلطانیہ، برموقع

۹۔ جوزف میکیب، برموقع

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۹۔ کیاسٹس کی طرف اشارہ ہے۔

۱۱۔ ماوردی، الائمۃ من القریش (حدیث)

۱۲۔ الاحکام السلطانیہ، برموقع

۱۳۔ قرآن مجید، سورہ اقراء